65689 ـ اپنے شريك تجارت سے ماہانہ مقررہ نفع لينے پر متفق ہونا

سوال

ميں تجارت كرتا ہوں اور اپنے دوست سے اس بنياد پر كچھ رقم لى ہے كہ وہ ميرے ساتھ تجارت ميں شريك ہوگا، اور ميں ہر ماہ اسے مقررہ نفع دونگا يعنى اس ميں كمى و بيشى نہيں ہوگى، كيا يہ سود تو نہيں ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

شراكت كى يہ قسم علماء كے ہاں مضاربت كے نام سے پہچانى جاتى ہے اور وہ يہ ہے كہ: ايك شخص دوسرے كو تجارت كے ليے مال دے اور اس سے حاصل ہونے والا نفع حسب اتفاق تقسيم كيا جائيگا، اور تجارت كرنے والے كو مضارب كا نام ديا جاتا ہے "

ديكھيں: الموسوعة الفقهية (8 / 116).

اور شراكت كى اس قسم كے جواز كے ليے شرط يہ ہے كہ نفع معلوم تناسب كے ساتھ تقسيم كيا جائے، مثلا نصف، يا ايك تہائى وغيرہ.

اور يہ جائز نہيں كہ يہ نسبت راس المال ميں سے معلوم ہو، مثلا اگر كوئى شخص آپ سے كچھ رقم تجارت كرنے كے ليے ليتا ہے اور اس پر متفق ہوا كہ وہ مثلا آپ كو ہر ماہ راس المال ميں سے دس فيصد دےگا كہ يہ نفع ہے، تو يہ جائز نہيں.

اور اسى طرح يہ بھى جائز نہيں كہ منافع كى مقدار رقم ميں معلوم ہو مثلا ہر برس يا ہر ماہ ايك ہزار، بلكہ واجب اور ضرورى تو يہ ہے كہ منافع ميں سے نسبت اس حساب كے مطابق دى جائے جس پر ان كا اتفاق ہوا ہو.

اور اگر وہ رقم كے مالك كے ليے معلوم مقدار ميں روپے مقرر كرنے كى شرط ركھتا ہے، يا راس المال ميں سے معلوم تناسب كى شرط تو شراكت كا يہ معاہدہ باطل اور حرام ہوگا.

اس سب پر علماء كرام متفق ہيں، اور ان ميں كسى بھى قسم كا كوئى اختلاف نہيں، الحمد للہ.

ابن منذر رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اہل علم اس پر جمع ہیں كہ كام كرنے والے كے ليے جائز ہے كہ وہ مال كے مالك كو نفع ميں سے تيسرا حصہ، يا نفع كا نصف يا جس پر ان دونوں كا اتفاق ہو دينے كى شرط ركھے، اس كے بعد كے وہ اجزاء ميں سے ايك جزء ہو " انتہى.

ديكھيں: المغنى ابن قدامہ (7 / 138).

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالى " المغنى " ميں رقمطراز ہيں:

" جب بھى شراكت داروں ميں سے كسى ايك نے معلوم رقم مقرر كى يا اپنے حصہ كے ساتھ رقم بنائى، مثلا وہ اپنے ليے شرط ركھے كہ ايك جزء اور دس درہم تو يہ شراكت باطل ہو جائيگى.

ابن منذر كا كہنا ہے: اہل علم ميں سے جس سے بھى ہم نے علم حاصل كيا ہے ان سب كا اس پر اتفاق ہے كہ جب مضاربت كے شراكت داروں ميں سے كوئى ايك يا دونوں اپنے ليے معلوم دراہم كى شرط ركھيں تو يہ مضاربت باطل ہوگى، اور جس سے ہم نے علم حاصل كيا ہے وہ امام مالك، امام اوزاعى، امام شافعى، اور ابو ثور اور اصحاب الرائى ہيں ....

يہ دو معنوں كى بنا پر صحيح نہيں: پہلا يہ كہ:

جب وہ معلوم درہم مقرر كريگا تو اس كا احتمال ہے كہ دوسرے شريك كو نفع حاصل نہ ہو، اور سارا نفع وہ خود ہى حاصل كر لے، اور يہ بھى احتمال ہے كہ اسے نفع ہى نہ ہو اور وہ راس المال سے مقرر كردہ درہم لے لے، اور يہ بھى ہو سكتا ہے كہ بہت زيادہ نفع ہو تو جس نے مقررہ درہم كى شرط ركھى ہے اسے نقصان اٹھانا پڑے.

اور دوسرا معنى يہ ہے كہ:

عامل يعنى كام كرنے والا كا حصہ مقدار ميں معلوم ہونا مشكل ہے تو پھر اجزاء ميں معلوم ہونا ضرورى ہے، اور جب اجزاء ہى معلوم نہ ہوں تو پھر شراكت فاسد ہو جائيگى " انتہى.

ديكھيں: المغنى ابن قدامہ (7 / 146).

اور شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اگر مضاربت (شراكت كى ايك قسم) ميں مال والے نے معين دراہم كى شرط ركھى تو بالاتفاق يہ جائز نہيں ہے؛ كيونكہ معاملہ عدل و انصاف پر مبنى ہے، اور يہ معاملہ مشاركت كى جنس سے ہے، اور مشاركت اس وقت ہوتى ہے جب ہر شريك كا حصہ معلوم ہو مثلا تيسرا حصہ، يا نصف، تو اگر كسى ايك كے ليے كچھ مقرر كر ديا جائے تو يہ

عدل و انصاف نہیں ہے؛ بلکہ یہ ظلم و ستم ہوگا " انتہی.

دیکھیں: مجموع الفتاوی الکبری (28 / 83).

مستقل فتوی کمیٹی سے درج ذیل سوال کیا گیا:

ایك شخص نے دوسرے کو تجارت کرنے کے لیے کچھ رقم دی، اور ان کا اتفاق ہوا کہ وہ راس المال میں سے تین فیصد کے حساب سے ہر ماہ نفع دیا کریگا کیا یہ جائز ہے ؟

کمیٹی کا جواب تھا:

" آپ کا تاجر کو تجارت میں لگانے کے لیے مال دینا، اور اس کا آپ کو اس رقم میں سے تین فیصد کے حساب سے نفع دینا جائز نہیں، کیونکہ یہ مضمون نفع میں سے ہے " انتہی.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (14 / 318).

اور کمیٹی سے یہ سوال بھی کیا گیا:

ایك کمپنی لوگوں سے تجارت کرنے کے لیے رقم لیتی ہے اور انہیں راس المال میں سے تیس فیصد (30%) کے حساب سے سالانہ دیتی ہے اور یہ دعوی کرتی ہے کہ اسے سو فیصد نفع حاصل ہوتا ہے، کیا یہ صحیح ہے ؟

کمیٹی کا جواب تھا:

" اگر تو مذکورہ کمپنی اپنے شراکت دار کو محدود اور مضمون نفع دیتی ہے، یعنی اس میں نقصان نہیں ہوتا، تو یہ لین دین جائز نہیں، اس لیے کہ یہ سود ہے، اور مباح اور جائز لین دین یہ ہے کہ ہر شریك کا ایك حصہ معلوم ہو مثلا چوتھا حصہ، یا پھر دسواں حصہ، اور وہ حاصل کردہ کے حساب و کتاب کے مطابق کم اور زیادہ ہوتا رہے " انتہی.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (14 / 321).

واللہ اعلم .